بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرک کا مرتکب کافر ہے

کلمہ گو مشرکین کے بارے میں شرعی حکم

ترجمہ: کشف الشبہات فی التوحید

از شیخ السلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم: ابوبکر صدیق السلفی حفظہ اللہ

الناشر: محمدی ویلفیئر ٹرسٹ کراچی پاکستان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

توحید، دِین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ اسی پر اسلام کے باقی تمام عقائد واعمال کی عمارت استوار ہے۔ اسلام میں داخلہ، سب سے پہلے توحید کی پہچان اور اسکے اقرار سے ہی ہوتا ہے۔ انسان کے جنت وجہنم میں ہمیشہ رہنے نہ رہنے کا دارومدار اسی توحید پر ہے۔ توحید کی بنیاد پر ہی تمام انسانوں کی تقسیم دو گروہوں میں ممکن ہے، ایک مؤمن، دوسرا کافر۔ ہر ایک جن وانس کے لئے توحید کا اختیار کرنا لازم ٹھہرا دیا گیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو، کائنات کی تخلیق اور جن و اِنس کی پیدائش کی غرض وغایت توحید ہی تو ہے۔

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاريات.56)

''میں نے جن وانس کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

هُوَالَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِى سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (هود.7)

''اللہ ہی وہ (ذات) ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے''۔

اس توحید کے اقرار کو رب العالمین نے روزِ ازل میں ہی تمام انسانوں کی فطرت میں ودیعت کر دیا تھا۔ تاکہ بعد میں کسی کے پاس توحید سے ناآشنائی کا بہانہ نہ رہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْم بَنِىْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ o اَوْ تَقُوْلُوْآ اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْم بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ o وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ o (الأعراف .172,173)

اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا اور انہیں انہی کی جانوں پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا کیوں نہیں ہم سب گواہ ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ

کہو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔ یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو پہلے سے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم تو ان کے بعد انکی اولاد تھے۔تو کیا ان غلط کاروں کے کام پر تو ہمیں ہلاکت میں ڈالے گا؟

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور اور ہوش وخردمندی کی بے بہا دولتوں سے مالا مال کیا۔اور کائنات میں جگہ جگہ چاند،سورج،ستاروں،پہاڑوں،سمندروں،درختوں اور دیگر بے شمار مظاہر کی شکل میں اپنے یکتا وجود کے لیے گواہیاں قائم کیں۔بلکہ خود انسان کے وجود کو اپنی پہچان کے لیے ایک نشانی بنایا۔

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ.(حٰمٓ السجدة. 53)

’’عنقریب ہم انہیں کائنات میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی جانوں میں، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے‘‘۔

ربِّ رحیم وکریم کے بے پایاں رحم وکرم نے اسی پر بس نہ کیا، بلکہ اس نے ہر دور میں اپنے انبیاء ورُسُل قوموں کی طرف بھیجے،تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگ اپنے اصل معبود کی طرف پلٹ آئیں۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْٓ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ o (الانبیاء.25)

’’آپ سے پہلے جو رسول ہم نے بھیجا‘‘ اسکی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں،پس تم سب میری ہی عبادت کرو‘‘۔

اِن انبیاء علیہم السلام کی بعثت،اللہ کی جانب سے اپنے بندوں کے لئے رحمت خاص ہے،تاکہ اللہ کی طرف ان پر پوری طرح حجت تمام ہوجائے۔ورنہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ غور وفکر کرنے والوں کے لیے پہلے بھی صاف تھا۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ م بَعْدَ الرُّسُلِ ط (النساء . 165)

’’(ہم نے بھیجے) رسول،خوشخبریاں دینے والے اور ڈرانے والے،تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد اللہ پر لوگوں کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہے‘‘

لوگوں پر اللہ کی یہ حجت،نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوجانے کے ساتھ خود بھی پوری ہوچکی ہے ورنہ مذکورہ آیت کا متضاد لازم آئیگا۔اب آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پوری دنیا اور رہتی دنیا تک کے لیے ہے۔لہٰذا کسی غیر مسلم کو اسلام کے بنیادی دعوے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق خبر لگ جائے اس کے لیے یہی اتمام حجت ہے۔باقی اس کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ خود تحقیق کرے اور جستجو اور غور وفکر سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔جیسا کہ ایک صحیح حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس امت کا کوئی یہودی یا نصرانی میرے متعلق سن لے اور جس چیز کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور اس پر ایمان نہ لائے، وہ جہنمی ہے'' **(صحیح مسلم)**

پھر ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہونا چاہیئے جو ایسی جگہوں پر رہتے ہیں جہاں اسلامی تعلیمات عام ہیں اور قرآن وسنت تک رسائی بہت آسان ہے۔ اور وہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، ان سب کے باوجود ان کے عقائد اور اعمال توحید سے قطعاً متصادم اور اسلام کے بالکل الٹ ہیں؟

مقام صد افسوس ہے کہ آج کل بیشمار ''کلمہ گو'' مسلمانوں کی صورتحال بالکل ایسی ہی ہے۔ یعنی دعوٰی اسلام کا اور عقائد واعمال اسلام کے بالکل الٹ۔ اور وہ بھی ان ممالک اور شہروں میں جو ''اسلامی'' کہلاتے ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ یہ کلمہ گو' شرک کو شرک اور کفر سمجھ کر کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ جس طرح جھوٹ، غیبت، چوری یا شراب نوشی وغیرہ کے بارے میں ان کا رویہ ہوتا ہے کہ وہ انہیں گناہ سمجھنے کے باوجود بشری کمزوریوں کے ان گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ شرک تو ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کا بشری کمزوری ہونے سے کوئی تعلق ہو۔ ثانیاً، ایک مسلمان سے، چاہے وہ کتنا ہی گناہگار ہو، شرک کا صدور ہی ناممکن ہے، کجا یہ کہ وہ اسے شرک سمجھ کر کرے (بشرطیکہ وہ واقعی مسلمان ہو، یعنی اس نے توحید اور شرک سمجھ کر اسلام کو اپنا رکھا ہو)۔ گویا کہ کوئی اسلام کا دعویدار اگر کسی شرک کا مرتکب ہو تو اس کا اسلام ہی مشکوک بلکہ غیر معتبر ٹھہرتا ہے۔ یعنی ایسے شخص کو مسلمان ہی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ حقیقت میں ایک شخص توحید کو قبول اور شرک کو رد کر کے ہی تو مسلمان بنتا ہے۔ توحید کو دل وجان سے قبول کرنا اور شرک کو رد کرنا دونوں لازم وملزوم ہیں۔ تو جس نے شرک کا ارتکاب کر لیا اس نے شرک کو کیا رد کیا، اور توحید کو کیسے قبول کیا؟ نیز ایسا شخص مسلمان کس طرح ہوا؟ کیونکہ مسلمان تو کہتے ہی اس کو ہیں جو توحید پہ قائم رہے اور شرک نہ کرے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس نے یہ شرک، شرک سمجھ کر یا جان بوجھ کر تھوڑا ہی کیا ہے تو سوال یہ ہے کہ شرک کو شرک سمجھ کر یا جان بوجھ کر شرک کرتا ہی کون ہے؟؟ ''کلمہ گو'' مسلمان تو ایک طرف رہے، یہ جو دنیا بھر کے ہندو، عیسائی اور یہودی ہیں، انہیں اگر پتہ چل جائے (اسی طرح جس طرح کہ ہم اور آپ جانتے ہیں) کہ ان کا فلاں فلاں فعل ''شرک'' کہلاتا ہے جو ایسا اور ویسا گناہ ہے، تو کونسا ہندو، یا عیسائی اور یہودی ایسا ہوگا جو اس فعل کا اعادہ کرے گا؟ بلکہ جو ''کلمہ گو'' بعد میں موحدین کی جعوت اور اللہ کی توفیق سے شرک کو سمجھ کر اس سے تائب ہو جاتے ہیں، ان میں سے کتنے ایسے ہوں گے جو

دوبارہ شرک کر لیتے ہوں؟؟ جب کہ انہی تائب ہوجانے والوں میں سے بعض سے کچھ نہ کچھ دوسرے گناہوں کا ارتکاب اب بھی ہوتا ہوگا، چاہے یہ گناہ کم ہوں یا برابر، جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی اور دیگر فسق و فجور وغیرہ۔ کیوں کہ یہ گناہ بشری کمزوری کے تحت صادر ہوتے ہیں اور ان پر کفر و اسلام کا مدار نہیں ہے۔ جب کہ شرک بشری کمزوری کے تحت واقع نہیں ہوتا اور اس پر ہر شخص کے کفر و اسلام کا مدار ہوتا ہے۔ اور ہر مسلمان، چاہے وہ کتنا ہی گناہگار ہو، ایسے گناہ سے جو اس کے علم کے مطابق اسلام سے خارج کر دینے والا ہوتا ہے، مکمل طور پر بچنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔

بناء بریں یہ واضح ہوجانا ضروری ہے کہ صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں اللہ پر ایمان لایا ہوں، میں نے توحید کو اپنا لیا اور شرک کو ٹھکرا دیا، کسی شخص کا ایمان مستحکم اور معتبر نہیں ہوجاتا جب تک کہ ایمان کے مطلب اور توحید اور شرک کے مفہوم کو اچھی طرح جان کر ان کے تقاضوں پر عمل پیرا نہ ہوجائے۔ کسی شرک کرنے والے کا شرک کو شرک نہ سمجھنا ہی اس کی اصل غلطی ہے۔ کیونکہ شرک کے رد کے لیے پہلے شرک کی اچھی طرح پہچان ضروری ہے جس نے شرک کو سمجھا نہیں وہ اسے رد کیسے کرے گا، بلکہ اس سے بچے گا کس طرح؟ الغرض عقائد میں الفاظ سے زیادہ مفاہیم اور معانی معتبر ہوتے ہیں۔ ان مفاہیم کو سمجھ کر ان کے تقاضوں کو اختیار کر لینے سے آدمی دین میں داخل ہوتا ہے، نہ کہ صرف الفاظ ادا کر لینے سے یا کلمہ پڑھ لینے سے۔

دین کے بنیادی عقائد کے سلسلہ میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ ایسے علاقے میں جہاں دین کی تعلیم عام ہو اور ہر مکتبہ فکر کی کتب اور کیسٹس وغیرہ بہ آسانی دستیاب ہوں، یا ان کی مساجد قریب ہوں، جنکے ذریعہ سے ان کے نظریات و دلائل معلوم کیے جا سکتے ہوں، وہاں لوگوں پر حجت تمام کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ عوام الناس میں ان کے اپنے مولویوں اور پیروں یا آباء واجداد وغیرہ کے ذریعے یہ پہلے سے مشہور ہوتا ہے کہ فلاں فلاں گروہ (مثلاً وہابیہ) کے یہ اور یہ عقائد ہیں۔ تو جبکہ ایسے لوگوں کے پاس قرآن وسنت موجود ہے، تو ان پر لازم ہے کہ وہ خود تحقیق کریں کہ حق کس کے پاس ہے۔ الشیخ العلامۃ اسحاق بن عبدالرحمٰن بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اپنے رسالہ حکم تکفیر المعین والفرق بین قیام الحجۃ وفہم الحجۃ میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

من بلغه القرآن فقد قامت عليه الحجة .

یعنی ''جس تک قرآن پہنچ گیا، اس پر حجت تمام ہوگئی''۔

اب یہ خود اس اسلام کے دعویدار شخص کا فرض ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیق کرے، مختلف علماء

وغیرہ سے دلائل کے ساتھ استفسار کرے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا۔ کیونکہ دین کا بنیادی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔خاص طور پر بنیادی عقائد کا علم۔اگر وہ شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ دین سے اعراض کرتا ہے (منہ موڑتا ہے) جو بجائے خود ارتداد ہے۔ایسی جگہ رہنے والے کسی شخص یا گروہ سے جب کوئی شرکیہ یا کفریہ فعل ظاہر ہو تو اس شخص یا گروہ کی تکفیر میں حجت تمام کرنے کا شبہ رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے کیونکہ یا تو ان لوگوں کو موحدین کے عقائد کا علم ہوتا ہے۔تبھی وہ ان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہوتے ہیں۔اس صورت میں اتمام حجت کس چیز کی کی جائے۔یا پھر وہ خود ہی دین سے اس قدر دور ہوتے ہیں کہ قرآن وسنت تک رسائی کے باوجود ان سے رجوع کرنا ہی گوارا نہیں کرتے۔ایسے لوگوں کو حتی المقدور، دلائل و براہین کے ساتھ توحید کی دعوت اور شرک سے بچنے کی نصیحت کرتے رہنا چاہیئے، جو کہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور تبلیغ دین کا تقاضہ ہے۔نہ کہ اتمام حجت کا۔اگر اسلامی حکومت ہو تو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فتاوٰی کے مطابق ان لوگوں کو ان کے شرکیہ عقائد سے توبہ کرانی چاہیئے، وگرنہ مرتد ہونے کے سبب سے انہیں قتل کر دینا چاہیئے۔

ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ہم کسی کلمہ گو کو مشرک نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اللہ نے اہل کتاب کو قرآن میں مشرک نہیں کہا بلکہ مشرکین سے الگ ان کا ذکر کیا ہے۔پھر ہم قرآن جیسی کتاب کے حاملین کو کیونکر مشرک کہہ سکتے ہیں۔اس کی مثال میں سورۃ بینۃ کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ o (البينة:1)

''اہل کتاب کے کافر لوگ، اور مشرکین باز رہنے والے نہ تھے، جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آ گئی''۔

یہ ایسا سطحی اعتراض ہے جو قرآن کو محض سرسری نظر سے پڑھنے والا ہی کر سکتا ہے۔ورنہ اسی آیت میں اہل کتاب کو کافر کہا گیا ہے۔ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اہل کتاب کافر ہیں یا نہیں؟ ظاہر ہے کوئی ہوش مند مسلمان اس کا جواب نفی میں نہیں دے سکتا۔پھر جب اہل کتاب کافر ہیں تو آخر ان کے کفر کی اصل وجہ کیا ہے؟ قرآن نے جو وجہ بیان کی ہے وہ کچھ یوں ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللهِ.

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصارٰی نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے''۔**(التوبۃ۔30)**

اور **لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ .(المائدة.72)**

''وہ لوگ (یعنی عیسائی) کافر ہوئے جنہوں نے کہا، اللہ تین میں کا تیسرا ہے''۔

بتایئے اللہ کے لیے اولاد ماننا اور کسی کو اللہ کا ہم سر تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہے تو پھر شرک کسے کہتے ہیں؟ اور ایسے گھناؤنے شرک کے بعد بھی کوئی انسان مشرک نہیں ہوتا تو آخر کب ہوتا ہے؟ کہ جس کے متعلق اللہ خود فرماتا ہے:

''قریب ہے کہ (انکے) اس (قول) کے باعث آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد کا دعوٰی کیا''۔ (مریم۔91,90)

رہی یہ بات کہ اللہ نے قرآن میں اہل کتاب کا ذکر مشرکین سے علیٰحدہ کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب (یہود و نصارٰی) اور مجوس وغیرہ کی باقاعدہ اپنی شریعتیں اور مناہج تھے جن کے وہ پیروکار تھے لہٰذا ان کو انہی سے منسوب کر کے پکارا گیا۔ جب کہ مشرکین مکہ کی کوئی باقاعدہ شریعت نہیں تھی، نہ وہ دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔ نہ کسی اور کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ وہ بس بت پرست تھے اور اس میں بھی ان کا کوئی خاص منہج نہ تھا۔ وہ بسا اوقات استنجے کے ڈھیلوں کی پوجا بھی کرنے لگ جاتے تھے۔ اسی لیے ان کو مطلقاً مشرکین کے طور پر ذکر کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

درحقیقت کافر اور مشرک کو کافر سمجھنا اور کہنا دین کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ کفار و مشرکین سے قطع تعلق برأت اور دشمنی کرنا فرض ہے۔ اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب کسی کافر یا مشرک کو واقعی کافر سمجھا جا رہا ہو۔ چاہے وہ اسلام کا دعویدار ہو یا نہ ہو۔ اس کے علاوہ کافر یا مشرک کو کافر نہ سمجھنا تقریباً ایسا ہی ہے جیسے کفر کو کفر اور شرک کو شرک نہ سمجھنا۔ اور یہ چیز بجائے خود ایک کفر ہے۔ اسی لیے شیخ الاسلام محمد بن عبدالواہاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو نواقض اسلام (اسلام کو توڑ دینے والے امور) بیان کئے ہیں، ان میں تیسرا نواقضِ اسلام یہ ذکر کیا ہے:

''جو مشرکین کی تکفیر نہ کرے، یا ان کے مذہب کو صحیح گردانے (وہ بھی کافر ہے)''۔

مزید وضاحت کے لیے ہم مجموعۃ التوحید سے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے صاحبزادگان رحمہم اللہ کا ایک فتوٰی نقل کرتے ہیں تا کہ اہل نظر کیلئے باعث نصیحت ہو۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی اولاد سے سوال کیا گیا کہ: ''کیا فرماتے ہیں آپ اس شخص کے متعلق جو مسلمان ہے اور اسلام کی محبت سے سرشار ہے، لیکن مشرکین سے عداوت نہیں رکھتا۔ یا ان سے دشمنی تو کرتا ہے مگر انہیں کافر نہیں گردانتا یا یوں کہتا ہے کہ میں خود تو مسلمان ہوں لیکن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے والوں کی تکفیر نہیں کر سکتا اگر چہ وہ اس (کلمہ) کے معنی سے واقف ہی نہ ہوں۔ اور (اسی طرح) ایک شخص دین اسلام میں داخل ہو چکا ہے اور اس

سے محبت رکھتا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ میں مزارات وغیرہ کو غلط نہیں کہتا۔ اگر چہ میں جانتا ہوں کہ یہ (مزارات وغیرہ) نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر میں ان کی تردید نہیں کرتا''۔

جواب: ''کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک توحید کو پہچان کر اس کے تقاضوں پر عمل پیرا نہ ہو جائے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں پر ایمان رکھتا ہو، اور آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرتا ہو، اور قرآن پر اور آپ ﷺ کی باتوں پر ایمان رکھتا ہو، اور آپ ﷺ کے احکامات اور منع کردہ باتوں میں آپ کی اطاعت کرتا ہو۔ تو جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں مشرکین سے عداوت نہیں رکھتا، یا وہ ان سے دشمنی تو کرتا ہو مگر ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ یا یوں کہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے والے اگر کفریہ اور شرکیہ افعال بھی کریں اور اللہ کے (اصل) دین سے دشمنی رکھیں تب بھی میں ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ یا یوں کہے کہ میں مزارات وغیرہ کی تردید نہیں کرتا۔ تو ایسا (کہنے والا) شخص مسلم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا o اُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَّ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا o (النسآء: 150-151)

یعنی ''اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کچھ (باتوں) کو تو مانیں گے اور کچھ کو نہیں مانیں گے۔ اور وہ لوگ اس کے درمیان میں ایک (نئی) راہ نکال لینا چاہتے ہیں۔ یہی لوگ پکے کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(دیکھئے مجموعۃ التوحید، ص 401,400 مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

زیر نظر رسالہ **كَشْفُ الشُّبُهَاتِ فِي التَّوْحِيْدِ** کا اردو ترجمہ ہے، جو شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک بلند پایہ اور لاجواب تصنیف ہے۔ اس مختصر اور جامع رسالہ میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے توحید سے متعلق عوام اور خواص میں پھیلے ہوئے شبہات دور کیے ہیں اور اپنی مربوط بحث کو دو نکات پر مرکوز کیا ہے:

(1) شرک کی صحیح تعریف، اور یہ کہ ہر دور میں اصل شرک اولیاء و صالحین کو بطور وسیلہ پکارنا اور ان سے مدد مانگنا ہی رہا ہے، نہ کہ محض لکڑی پتھر کے بتوں کو پوجنا۔

(2) کلمہ گو مشرکین کی شرعی حیثیت اور ان کی مشرکین مکہ اور مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے ساتھ مناسبت۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَ الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَ الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ .

اے اللہ، ہمیں حق کو حق کر کے دکھا اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمیں باطل کو باطل کر

کے دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ یارب العالمین۔

عبداللہ بن عبدالمالک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرین کرام! آپ پر رب العالمین کی رحمتوں کی بارش ہو آپ کے لیے اس بات کا علم سب سے زیادہ ضروری ہے کہ توحید صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا نام ہے اور یہی سب انبیاء علیہم السلام کا دین ہے اور اسی اہم مشن کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بندوں کے لیے مبعوث فرمایا۔

سب سے پہلے رسول سیدنا نوح علیہ السلام تھے جو اپنی قوم کی طرف اس وقت بھیجے گئے جب اس نے وَد، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر جیسے اولیاء کرام اور صالحین کے بارے میں غلو سے کام لیا اور آخری رسول سیدنا محمد ﷺ ہیں آپ ﷺ نے صلحاء و اولیاء کی مورتیوں کو پاش پاش کیا۔ آپ ﷺ ایسے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے جو عبادت الٰہی کے لیے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جاتے، حج کرتے، صدقہ وخیرات دیتے اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے، لیکن بعض صالحین مثلاً ملائکہ، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہ السلام وغیرہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان عبادت ودُعا کے لیے وسیلہ بناتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کی شفاعت چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تا کہ آپ ﷺ دین ابراہیم علیہ السلام کی تجدید فرمائیں اور لوگوں کو یہ دعوت دیں کہ تقرب اور اعتقاد کے جو معاملات تم مخلوق کے ساتھ رکھتے ہو وہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے یہ نہ تو کسی مقرب فرشتے کا حق ہے نہ کسی نبی مرسل کا چہ جائیکہ کوئی اور شخصیت ہو۔

ورنہ آپ ﷺ کے دور کے مشرکین کو اقرار تھا کہ دنیا کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں رزق زندگی موت صرف اسی کے قبضہ واختیار میں ہے کائنات میں تمام امور کا انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے اور ان سب پر اسی کا غلبہ وتصرف ہے اس کی دلیل مندرجہ ذیل آیات ہیں پڑھیں اور غور کریں۔

مشرکین مکہ توحید ربوبیت کو مانتے تھے

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

اے نبی ﷺ ان سے پوچھئے کہ تم کو زمین و آسمان میں رزق کون دیتا ہے؟ یا کون ہے جس کی ملکیت میں تمہارے کان اور آنکھیں ہیں اور بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے وہ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ۔ تو فرمائیے کیا تم (اللہ تعالیٰ سے) نہیں ڈرتے؟ **(یونس:31)**

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(اے نبی ﷺ) آپ (ان کافروں سے) پوچھئے کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کی ملکیت ہے اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)۔

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

تو وہ جواب دیں گے (یہ سب کچھ) اللہ تعالیٰ کا ہے ان کو فرمائیے کہ پھر کیا تم سوچتے نہیں ہو؟

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(اے نبی ﷺ) ان کفار و مشرکین سے پوچھئے سات آسمانوں کا اور عرش عظیم کا مالک کون ہے تو وہ یہی جواب دیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ ہی کا ہے فرمائیے کیا پھر تم (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ **(المؤمنون:84,85,87,88,89)**

(اے نبی ﷺ ان کفار و مشرکین سے) پوچھئے کہ وہ کون ہے؟ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے وہ پناہ دیتا ہے اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا؟ وہ فوراً جواب دیں گے (یہ شان) اللہ کی ہے فرمائیے تو پھر تم پر کہاں سے جادو کیا جاتا ہے؟

توحیدِ ربوبیت کے اقرار کے باوجود مشرک

ان آیات سے یہ ثابت ہوا کہ وہ آیات میں مذکورہ چیزوں کا اقرار کرتے تھے اس کے باوجود وہ مشرک تھے

اور جس توحید کی رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی وہ اس کے حامل نہیں تھے۔

توحیدِ عبادت کا انکار شرک ہے

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس توحید کا وہ لوگ انکار کرتے تھے وہ توحید عبادت ہے جس کو ہمارے دور کے مشرکین اعتقاد کا نام دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور ساتھ ہی فرشتوں کو پکارتے تھے اور اس کا مطلب وہ اس طرح بیان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ہماری سفارش کریں گے اسی نقطہ نظر سے وہ بعض صلحاء کو پکارتے تھے مثلاً لات وغیرہ یا کسی نبی کو پکارتے تھے مثلاً سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ اسی شرک پر رسول اللہ ﷺ نے جنگیں لڑیں اور اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:18)

اور یہ کہ سب مسجدیں خاص اللہ تعالیٰ کی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ (الرعد:14)

سچی پکار تو اسی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو بھی وہ پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا کچھ حصہ بھی قبول نہیں کر سکتے۔

مشرکین سے جہاد کی وجوہات

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے اس لیے جنگ کی کہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے۔ جانور اسی کے نام پر ذبح ہوں نذریں اسی کے نام کی ہوں، فریادیں اسی سے ہوں اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہو۔۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف توحید ربوبیت کے اقرار سے وہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکے۔ وہ لوگ جب فرشتوں، نبیوں، ولیوں کا قصد کرتے تھے تو اس سے ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب مطلوب ہوتا تھا۔ اسی بدعقیدگی کی بناء پر ان کا مال مباح اور ان کا قتل حلال ہوا اب یہ بات آپ کے علم میں آچکی ہوگی کہ وہ توحید کیا تھی جس کی طرف انبیاء کرام علیہم السلام نے دعوت دی لیکن مشرکین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ''لا الٰہ الا اللہ'' میں اسی توحید کو بیان کیا

گیا ہے۔

مشرکین کا الٰہ

مشرکین کے نزدیک الٰہ وہ ہے جس کی طرف مذکورہ امور کی خاطر رجوع کیا جائے وہ کوئی نبی مرسل ہو، فرشتہ ہو یا ولی اور بزرگ ہو درخت ہو پتھر ہو یا قبر اور جنّ وغیرہ۔

مشرکین خالق ورازق اور مدبر الامر ہونے کو الٰہ نہیں جانتے تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ ان تمام اوصاف کا مالک اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے تھے ان کے ہاں الٰہ کا مفہوم بعینہ وہی تھا جو آجکل کے مشرکین کا کسی کو السیّد کے لقب سے ہوتا ہے چنانچہ رحمت للعالمین (محمد رسول اللہ ﷺ) ان کے پاس یہی دعوت لے کر آئے لَا اِلٰہَ الا اللہ سے مقصود و مطلوب محض الفاظ کا اقرار نہیں بلکہ اس کا معنٰی ومفہوم ہے۔

کفار کلمہ توحید کے مفہوم کو سمجھتے تھے

کافر جاہل بھی یہ جانتے تھے کہ کلمہ توحید سے رسول اللہ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہو، اس کے سوا جس کی بھی عبادت ہو رہی ہے اس سے انکار و بیزاری کا اظہار کیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو اس پر ان کے ردّ عمل کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ (سورہ ص:5)

کیا اس نے سب معبودوں کی بجائے ایک معبود بنالیا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

یہ بات سمجھ میں آ چکی کہ کافر جاہل بھی کلمہءِ توحید کا مفہوم جانتے تھے تو پھر اس شخص پر تعجب ہے جو مدعی اسلام ہو کر کلمہ توحید کا اتنا مفہوم بھی نہیں جانتا جتنا جاہل کافر جانتے تھے وہ یہ سمجھتے ہیں دلی اعتقاد اور مفہوم کے بغیر کلمہ توحید کے ادا کرنا ہی کافی ہے۔ اور ان میں جو زیادہ لکھا پڑھا اور عقلمند شخص سمجھا جاتا ہے وہ لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم یہ سمجھتا ہے کہ خالق ورازق اور کائنات کا انتظام کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

ایسے شخص میں بھی کوئی خیر نہیں اِس سے زیادہ جاہل کافر لا الٰہ الا اللہ کا معنی ومفہوم جانتے تھے۔

مشرک کی بخشش نہیں ہوگی

مندرجہ بالا گزارشات سے آپ نے شرک کا معنٰی ومفہوم سمجھ لیا ہے یہی وہ شرک ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اٹل فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النسآء:48)

بیشک اللہ تعالیٰ یہ جرم نہیں بخشے گا کہ اس کا کسی کو شریک بنایا جائے اس کے علاوہ اور گناہ جس کے چاہے بخش دیگا۔

آپ یہ بھی سمجھ چکے ہیں کہ وہ دین کیا ہے؟ جس کو انبیاء علیہم السلام لے کر تشریف لائے اور جسکے بغیر اللہ تعالیٰ کو کوئی دوسرا دین قبول ہی نہیں۔ اور آپ یہ بھی سمجھ چکے ہیں کہ اکثر لوگ اس دینسے بے خبر اور جاہل ہیں اس سے دو فائدے حاصل ہوئے

(1) پہلا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہئے ارشاد ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ O (یونس:58)

اے نبی ﷺ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے (یہ کتاب نازل ہوئی ہے) اس لیے لوگوں کو اس پر خوش ہونا چاہئیے۔ وہ اس سے بہت بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

(2) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف اور ڈر رہو۔

جہالت معقول عذر نہیں

آپ کے شعور میں یہ بات بھی ہوگی کہ بعض دفعہ انسان بلا سوچے سمجھے، ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ کافر قرار پاتا ہے اس کی جہالت کو معقول عذر نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح بعض مرتبہ وہ ایک شرکیہ بات اِس خیال سے کرتا ہے کہ اِس سے وہ اللہ کے قریب ہوجائے گا جس طرح مشرکین سمجھتے تھے۔

بالخصوص سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے چند صلحاء اور علماء کا واقعہ ذہن نشین کر لیجئے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا۔

اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ O (الاعراف:138)

ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دیجئے جس طرح ان کے معبود ہیں۔

تو اس سے آپ کے دل میں شدید خوف پیدا ہوگا اور یہ خواہش بھی ہوگی کہ ہم ایسی باتوں سے بچیں جن

سے شرک میں مبتلاء ہونے کا خدشہ ہے۔

یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت خاصہ سے جب کسی نبی کو توحید کی دعوت دینے کے لیے معبوث فرمایا۔تو اس کے دشمن بھی کھڑے کر دیئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَكَذَالِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا اشَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقُوْلِ غُرُوْرًا **(الانعام:113)**

اور اسی طرح ہم نے شیطان صفت انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا وہ ایک دوسرے کے دل میں دھوکا دینے کے لیے ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے ہیں۔

اہل باطل کے علوم وفنون

بعض اوقات توحید کے دشمن مزعومہ علوم وفنون، کتابوں اور دلائل کے اسلحہ سے لیس ہوتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

جب ان کے رسول ان کے پاس کھلے دلائل لے کر آئے تو جو علم (ان کے زعم کے مطابق) انکے پاس تھا اس پر اترانے لگے۔ **(المؤمن:83)**

جب آپ کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حائل ہونے کے لئے اصحاب علم فصاحت و بلاغت اور دلائل سے مسلح دشمن بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ پر واجب ہے کہ دین کا علم سیکھیں یہ آپ کے پاس ہتھیار ہوگا جس سے ان شیاطین کا آپ مقابلہ کر سکیں گے۔

ابلیس کا منشور

ان شیاطین کے سردار ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعوٰی کیا تھا۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَ قْعُدَنّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ ثُمّ لَاٰ تِيَنّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ ٥

(الاعراف:16-17)

جب تو نے مجھے ملعون کیا ہی ہے تو اب میں ان کو گمراہ کرنے کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا

پھر ان کو گمراہ کرنے کے لیے آگے سے پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے)

آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

لیکن جب آپ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی اور قرآنی دلائل پر آپ غور وفکر کریں گے اور پھر غم وفکر کا ہے کا ؟اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنّ کَیُدَالشّیُطَانِ کَانَ ضَعِیُفًا ٥ (النسآء:76)

شیطان کا داؤ بڑا کمزور ہوتا ہے۔

مؤحدین میں سے ایک عام مؤحد مشرکین کے ہزار علماء پر بھاری ہوتا ہے۔خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنَّ جُنُدَنَا لَھُمُ الْغَالِبُوْنَ ٥ (الصف:173)

اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر دلائل اور زبان سے غالب ہوتا ہے جس طرح کہ وہ تلوار اور نیزے سے غالب ہوتا ہے۔خطرہ تو اس مؤحد کو ہے جو بغیر اسلحہ (دلائل) کے راہ جہاد پر جا رہا ہے۔

قرآن مجید میں باطل پرستوں کے ہر اعتراض کا جواب موجود ہے

اللہ تعالیٰ نے ہم پر قرآن مجید نازل فرما کر عظیم احسان فرمایا ہے اس میں ہر چیز جس کا ہدایت سے تعلق ہے بیان کر دی گئی ہے۔وہ مسلمانوں کے لیے ہدایت،رحمت،اور بشارت ہے اہل باطل جو بھی اعتراض یا دلیل پیش کریں قرآن مجید میں اس کا حل موجود ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا یَأُتُوُنَکَ بِمَثَلٍ اِلّا جِئُنَاکَ بِالُحَقِّ وَاَحُسَنَ تَفُسِیُرًا٥

وہ لوگ جو بھی تمہارے سامنے اعتراض کی بات پیش کرتے ہیں۔ہم اس کا حقیقی اور بہترین تشریح کے ساتھ جواب بھیج دیتے ہیں۔**(الفرقان:33)**

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت ہر اس دلیل کو شامل کرتی ہے جو باطل پرست قیامت تک گھڑ کر لائیں گے۔قرآن مجید میں سے ہم ایسی چند مثالیں بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دور کے مشرکین کے دلائل کے جواب میں بیان کی ہیں اہل باطل کا جواب دو طرح سے ہے (1) مجمل (2) مفصل۔مجمل جواب تو اہل عقل وخرد کے

لیے امر عظیم اور فائدہ کبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتَابَ مِنۡهُ اٰیَاتٌ مُّحۡکَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَاءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ (آل عمران:7)

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی اس میں بعض آیات محکم ہیں وہی اصل کتاب ہیں اور بعض آیات متشابہ ہیں اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ متشابہ آیتوں کی پیروی کرتے ہیں فتنہ پیدا کرنے کے لیے اور اس کی مراد اصلی کا پتہ لگانے کے لیے حالانکہ اس کی مراد اصلی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا رَأَیۡتُمُ الَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ مَاتَشَابَهَ مِنۡهُ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ سَمَّی اللّٰهُ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ (صحیح مسلم)

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آئتوں کو تلاش کرتے ہیں تو جان لو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے ان سے بچو۔

مثال کے طور پر اگر کوئی مشرک یہ آیت شریفہ پڑھے۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝

سنو! جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں انکو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غم **(یونس:62)**

- یا یوں کہے سفارش برحق ہے۔
- یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء علیہم السلام کا بڑا بلند مرتبہ ہے۔
- یا رسول اکرم ﷺ کا کوئی ارشاد پڑھ کر اپنے باطل عقیدے پر اس سے استدلال کرے اور تمہیں اس کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے۔

تو اس کو جواب دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جن کے دل میں ٹیڑھ ہے وہ محکم آیات کی بجائے متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں۔

اب میری یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن ان کو کافر اس لیے کہا کہ انہوں نے فرشتوں، نبیوں اور ولیوں سے یہ تعلق بنا رکھا تھا کہ:

هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ (یونس:18)

کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

دیکھئے ان کی اس واضح بات کی کوئی تاویل ممکن نہیں اس کا معنی و مفہوم بالکل واضح ہے۔

اے مشرک! جو قرآن کریم کی آیت رسول اکرم ﷺ کا کوئی ارشاد تو پیش کرتا ہے۔ میں اس کا معنی و مفہوم نہیں سمجھتا لیکن سچی بات یہ ہے کہ کلام اللہ میں تناقض نہیں ہے اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد کلام الٰہی کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

یہ ایک سیدھا سادھا سا جواب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی وہی اس کو سمجھے گا

یہ معمولی جواب نہیں اسی کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوۡحَظٍّ عَظِيۡمٍ ۝

یہ بات ان لوگوں ہی کو ملتی ہے جنہوں نے صبر کیا اور ان کو ہی ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہیں۔ **(حٰمٓ السجدة:35)**

2۔ مفصل جواب یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے دشمن انبیاء علیہم السلام کے دین پر کئی طرح کے اعتراضات کرتے ہیں اور اس طرح لوگوں کو دین سے روکتے ہیں۔۔

انبیاء و اولیاء کا وسیلہ بھی شرک ہے

ان میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ:

اعتراض: ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے بلکہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے نہ کوئی رزق دینے والا ہے اور نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ تکلیف میں مبتلاء کر سکتا ہے خود رسول اکرم ﷺ بھی اپنی ذات پاک کے لیے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا تو ذکر بعد کی

بات ہے۔

لیکن میں ایک گنہگار انسان ہوں چونکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں صالحین کا بڑا مرتبہ ہے اس لیے میں ان کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔

جواب: اس اعتراض کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ جن لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے جنگیں لڑیں وہ بھی یہی اقرار کرتے تھے کہ ان کے معبود بھی کسی کام کا اختیار نہیں رکھتے ہم صرف ان کے وسیلے سے مرتبہ وشفاعت کے طلب گار ہیں اور یہی تم کہتے ہو پھر ان کو وہی قرآن مجید کی آیات سناؤ جو پہلے اس کے مفہوم کے ذکر میں بیان ہو چکی ہیں اور ان کی خوب وضاحت کرو۔

اعتراض: مشرکین کا ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ جو آیات شرک کے رد میں ہیں وہ بت پرستوں کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ تم ان کو انبیاء واولیاء پر کیوں لگاتے ہو؟

انبیاء واولیاء کو شفاعت کے لیے دنیا میں پکارنا بھی شرک ہے

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ تمہیں خود اقرار ہے کہ کافر بھی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے قائل تھے وہ جن کی قبروں کا قصد کر کے جاتے تھے ان سے شفاعت کے طالب ہوتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مشرکین اور موحدین کے عمل میں فرق کر دے پھر اس کو بتاؤ کہ کافروں میں کچھ تو ایسے تھے جو بتوں کو پکارتے تھے اور کچھ ایسے تھے جو اولیاء کرام کو پکارتے تھے اور کچھ ایسے تھے جو نبیوں کو پکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ خود اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ (قرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہے۔ **(بنی اسرائیل:57)**

انبیاء اور فرشتوں کو پکارنا شرک ہے

اور کچھ لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو پکارتے تھے فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَأْ

كُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ O (المائدة:75)

مسیح علیہ السلام بن مریم تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول تھے ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے تھے اور ان کی ماں صدیقہ تھی یہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھئے ہم ان کے لیے آیات کو کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر دیکھئے وہ کدھر الٹے جارہے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ط وَاللّٰهُ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُO (المائدة:76).

اے نبی ﷺ! آپ ان سے پوچھئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جس کو تمہارے کسی نفع ونقصان کا کچھ اختیار نہیں اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلَآئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَO

جس دن وہ اِن سب کو جمع کریگا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُوْنَ (السباء:41,40)

فرشتے کہیں گے (اے اللہ) تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے اِنکے سوا (اور کہیں گے) بلکہ یہ جِنّوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور اِن میں سے اکثر اِن پر ایمان رکھتے تھے۔

وَاِذْقَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى بْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَايَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَالَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسٰی ابن مریم علیہ السلام! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو وہ کہیں گے تو پاک ہے مجھے لائق نہیں تھا کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے علم ہوگا جو بات میرے دل میں ہے تو اس کو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے میں اسکو نہیں جانتا بیشک تو پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والا ہے (المائدة:116)

اب پوچھئے کیا یہ بات سمجھ گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح بتوں کا قصد کرنے والوں کو کافر کہا اسی طرح نیک اور صالح لوگوں کا قصد کرنے والوں کو بھی کافر کہا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگ کی تھی۔

اعتراض: اگر وہ یوں کہے کہ کفار و مشرکین تو اولیاء سے مانگتے تھے مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا، کائنات کا انتظام کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے میں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرتا ہوں وگرنہ صالحین اور اولیاء کے اختیار میں کچھ نہیں ان کا قصد صرف اس لیے کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش سے پر اُمید ہوں۔

انبیاء و اولیاء کو سفارشی سمجھ کر پکارنا شرک ہے

جواب: اس کا جواب یوں ہے کہ تمہاری یہ بات اور کفار کی بات میں کوئی فرق نہیں اور یہ آیت پڑھو:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰىؕ O (الزمر:3)

اور جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوست بنا رکھا ہے (کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں۔

اور یہ آیت پڑھو:

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ O (یونس:18)

اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ معلوم ہونا چاہئے کہ مشرکین کے یہی تین شبہات سب سے بڑے ہیں جب یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب کریم میں خوب وضاحت سے ذکر کیا ہے اب اگر ان کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو باقی شبہات کے جوابات بالکل آسان ہیں۔

اعتراض: اگر وہ یہ اعتراض کرے کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں ان کی طرف جھکاؤ اور ان کو پکارنا ان کی عبادت نہیں۔

انبیاء و اولیاء کو پکارنا ان کی عبادت ہے

تو اس کا جواب یہ ہے کیا تم اقرار کرتے ہو کہ اخلاص عبادت تم پر فرض ہے؟ اگر وہ عبادت اور اس کی اقسام کو نہ جانتا ہو تو اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

اپنے رب کو عاجزی سے اور خفیہ طور پر پکارو بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔(الاعراف:55)

یہ سمجھا دینے کے بعد اس سے دوسرا سوال یہ کریں کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے؟ تو وہ یقیناً اثبات میں جواب دے گا کیونکہ دعاء اور پکارنا تو عبادت کا مغز ہے۔

اب اس کو سمجھائیے کہ جب پکارنا اور دعا کرنا عبادت ہے اور اس کا آپ کو اقرار ہے اور آپ رات دن میں اللہ تعالیٰ کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔ اور جب آپ نے اپنی کسی حاجت میں کسی نبی، ولی اور بزرگ وغیرہ کو پکارا تو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا یا نہیں؟ وہ یقیناً ہاں کے ساتھ جواب دے گا۔

تقرب کے لیے جانور ذبح کرنا عبادت ہے

اب اس سے کہیں جب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کیا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر:2)

اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی کی اور اس کی عبادت کی تو بتائیے کیا یہ قربانی عبادت ہے وہ ضرور ہاں کہے گا اب اس سے پوچھئے کہ اگر تم نے کسی مخلوق مثلاً نبی یا جن وغیرہ کے لیے جانور ذبح کیا تو کیا تم نے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک نہیں کیا وہ اقرار کرے گا اور ہاں کہے گا۔

مشرکین عرب کا شرک

پھر اس سے پوچھیں کہ وہ مشرکین جن کے بارے میں قرآن مجید نازل ہوا کیا وہ ملائکہ صالحین اور لات وغیرہ کی عبادت نہیں کرتے تھے؟ وہ لازماً جواب دے گا ہاں کرتے تھے پھر اس سے پوچھیں کہ کیا ان کی عبادت یہ نہ تھی کہ وہ ان کو پکارتے تھے ان کے نام پر جانور ذبح کرتے اور ان سے پناہ وغیرہ مانگتے تھے؟

اس کے ساتھ ساتھ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے بندے سمجھتے تھے اور اقرار کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلبے کے تحت ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کا انتظام کرنے والا ہے لیکن انہوں نے انکو پکارا انکے مرتبہ وسفارش کا سہارا لیا اور یہ بالکل واضح بات ہے

سوال: اگر وہ پوچھے کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا انکار کرتے ہو اور اس سے بیزاری ظاہر کرتے ہو؟

قیامت کے روز شفاعت حق ہے

جواب: تو اس کو جواب دو کہ ہمیں شفاعت کا انکار نہیں اور نہ ہی ہم اس سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اکرم ﷺ شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی اور ہم آپ ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں لیکن یاد رکھئے۔

شفاعت صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

شفاعت کی اجازت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ○ (الزمر:66)

کہہ دیجئے شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔

اور یہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے:

مَنْ ذَاالَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط ○ (البقرة:255)

کون ہے جو اسکے پاس اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت کرسکے۔

رسول اکرم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں کریں گے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ہ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبیآء:28)

وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس شخص کیلئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ صرف توحید ہی کو پسند کرتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران:85)

جوکوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

جب شفاعت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اس کی اجازت ہی سے ہوگی۔ اور رسول اکرم ﷺ اور کوئی بھی دوسرا شخص اجازت ملے بغیر شفاعت نہیں کرسکتا تو یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت اہل توحید کے لیے ہی دے گا۔

اس سے آپ کو علم ہوگیا ہے کہ شفاعت مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اور میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ! مجھے پیارے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔ اے اللہ! رسول اکرم ﷺ کو میری شفاعت کیلئے اجازت دینا۔

اعتراض: اگر وہ یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شفاعت دے دی گئی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی شفاعت کا ہی آپ ﷺ سے سوال کرتا ہوں۔

شفاعت کا آپ ﷺ سے سوال کرنا منع ہے

جواب: تو اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو شفاعت عطاء فرمادی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو براہ راست آپ ﷺ سے مانگنے سے منع فرمایا ہے ارشاد خداوندی ہے:

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ (الجن:18)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

جب تم اللہ کو پکارتے ہو اور کہتے ہو کہ اے اللہ! میرے بارے میں شفاعت کی اجازت رسول اکرم ﷺ کو دے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارنے میں بھی اس کا حکم مانو۔

سوال: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے علاوہ دوسروں کو بھی شفاعت دی گئی ہے جیسا کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ فرشتے، چھوٹے بچے اور اولیاء کرام شفاعت کریں گے تو کیا ان کے بارے میں بھی کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفاعت دیدی ہے اگر یہ بات ہے تو میں ان سے بھی مانگوں گا؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو یہی صالحین کی عبادت ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر

فرمایا ہے اگر تم اس کا انکار کرو گے تو تمہاری بات آپ سے آپ باطل ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفاعت دی ہے اور میں ان سے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے سے مانگتا ہوں۔

سوال: اگر وہ یہ سوال کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اللہ تعالیٰ اس سے مجھے پناہ میں رکھے البتہ بزرگوں اور اولیاء کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا شرک نہیں ہے۔

جو شخص شرک کا مفہوم نہیں جانتا وہ اس سے کیسے بچے گا

جواب: اس کا آپ یہ جواب دیں کہ جب کہ اقرار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو زنا سے بھی زیادہ سخت حرام قرار دیا ہے اور مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شرک کو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا تو پھر وہ کونسا شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اور اس کو بخشے گا نہیں؟

اگر وہ نہ جانتا ہو تو اس کو بتایئے کہ اگر تم شرک کا مفہوم نہیں سمجھتے تو پھر اس سے بچ کیسے سکتے ہو؟ یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کو حرام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اس کے مرتکب کو ہرگز نہیں بخشوں گا پھر اس کے بارے میں نہ تمہیں کوئی علم ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں اہل علم سے پوچھتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام تو کر دیا ہے مگر اسے بیان نہیں فرمایا۔

اگر وہ یہ بتائے کہ شرک یہ ہے کہ بتوں کو پوجا جائے اور ہم بتوں کو نہیں پوجا کرتے۔

بتوں کو پوجنے سے کیا مراد ہے

تو اس سے پوچھیں کہ بتوں کو پوجنے سے کیا مراد ہے؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ لکڑیاں، یہ پتھر کچھ پیدا کرتے ہیں، روزی دیتے ہیں یا اپنے پکارنے والوں کے امور کا انتظام کرتے ہیں ہرگز نہیں قرآن حکیم اس کی تردید کرتا ہے

یہ شرک ہے

سوال: اگر وہ کہے کہ پوجنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی لکڑی یا کسی قبر پر بنی ہوئی عمارت کا قصد کرے، ان کو

پکارے اوران کے نام پر جانور ذبح کرے اور کہے کہ یہ مجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کردیتے ہیں یا ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ تکلیف دورکردیتا ہے یا ان کی برکت سے ہمیں روزی ملتی ہے۔

جواب: اس کے جواب میں کہو ہاں! تم نے درست کہا اورتم یہی کچھ ان پتھروں اور عمارتوں پر جا کر کرتے ہو جو قبروں پر بنی ہوئی ہیں تم نے خود ہی مان لیا کہ یہ فعل بتوں کی عبادت ہے اور یہی مطلوب ہے۔

اس کو یہ بھی کہا جائے کہ تمہارا یہ کہنا کہ شرک صرف بتوں کی پوجا کا نام ہے کیا اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ شرک اسی سے مخصوص ہے اور نیک لوگوں کو پکارنا اوران پر بھروسہ کرنا شرک نہیں؟

حالانکہ اس کے شرک ہونے کی تائید اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمادی ہے اور ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو ملائکہ، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یا صالحین اور اولیاء میں سے کسی کے ساتھ اس قسم کا تعلق رکھتا ہو۔

وہ لازمی طور پر مانے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی بھی نیک شخص کو شریک بنانا ہی وہ شرک ہے جس کا قرآن حکیم میں ذکر ہے اور ہمارا مقصود ومطلوب یہی بات سمجھانا ہے۔

اس مسئلہ میں راز یہ ہے کہ اگر وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تو اس سے پوچھئے کہ وضاحت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے کیا مراد ہے؟

اگر وہ کہے شرک بتوں کی عبادت ہے تو اس سے پوچھئے بتوں کی عبادت سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔

اگر وہ وہی کچھ بیان کرے جو قرآن مجید میں ہے تو بہتر اگر اس کو اس کا علم نہیں تو جس چیز کا اس کو علم نہیں اس کے بارے میں اس کے کسی بھی دعوے کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر وہ اس کا مطلب ایسا بیان کرے جو قرآنی آیات کے خلاف ہو تو اس کے سامنے شرک اور بتوں کی پوجا کے متعلق واضح آیات پڑھ کر سمجھائیں کہ یہی سب کچھ آج کل اسلام کے دعوے دار بھی کرتے ہیں اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی خالص عبادت پر ہمیں کوسا جاتا ہے اور ہمارے خلاف ایسی خرافات بکی جاتی ہیں جس طرح ان کے پہلے بھائی کرتے رہے ہیں کہ:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ (صٓ:5)

کیا اس نے سب معبودوں کی بجائے ایک ہی معبود بنالیا ہے یہ تو بڑی حیران کن بات ہے۔

جنوں،فرشتوں اورنبیوں کو پکارنے والوں کے کفر کی وجہ؟

سوال: اگر وہ کہے کہ ان کوفرشتوں اورنبیوں کو پکارنے کی وجہ سے کافر نہیں کہا گیا بلکہ ان کے کفر کی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لیکن ہم شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں مانتے۔

جواب: توان کوکہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت ایک مستقل کفر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ **(الاخلاص:1-2)**

کہووہ اللہ اکیلا ہے اور اللہ بے نیاز ہے۔

اَحد سے مراد وہ ذات ہے جس کی نظیر اور مثل نہ ہو اور صمد وہ ہے جس کی طرف حاجات وضروریات کے لیے رجوع کیا جائے۔لہٰذا جس نے اللہ تعالیٰ کے صمد (بے نیاز) ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہوا چاہے وہ پوری سورت کا منکر نہ ہوارشاد ہے۔

مَا اتَّخَذَاللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ **(المؤمنون:91)**

اللہ تعالیٰ نے اپنی اولاد نہیں بنائی اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسموں کو جدا جدا بیان کیا ہے اور ہر ایک کو مستقل کفر قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْالَهٗ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ **(الانعام:100)**

اورانہوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنالیا جبکہ ان کو پیدا ہی اس نے کیا اور بغیر علم کے اس کے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفر کی ان قسموں میں فرق کیا ہے اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ جولوگ لات کی عبادت سے کافر بنے انہوں نے لات کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں بنایا تھا وہ ایک نیک اور صالح شخص تھا اور جولوگ جنوں کی عبادت کر کے کافر ہوئے وہ بھی جنوں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں جانتے تھے۔اسی طرح چاروں مذاہب کے علماء کرام ''مرتد کے حکم'' میں فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے مذاہب اربعہ کے علماء کفر کی دونوں قسموں میں واضح فرق کرتے ہیں

ولائت حق ہے لیکن ولی کی عبادت جائز نہیں

سوال: اگر وہ شخص یہ آیت پیش کرے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

(یونس:62)

سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جواب: تو اس کو جواب دیجئے کہ یہ آیت اپنے مفہوم میں بالکل درست اور صحیح ہے لیکن اولیاء کرام کی عبادت کرنا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا صحیح نہیں ہے ہاں! ان سے محبت رکھنا (شریعت کے مطابق) ان کی پیروی کرنا اور ان کی درست کرامات کا اقرار صحیح ہے بلکہ ضروری ہے یاد رہے کہ اولیاء کی کرامات کے منکر وہی ہیں جو بدعتی اور گمراہ ہیں اللہ تعالیٰ کا دین دونوں اطراف کا درمیانی راستہ ہے دونوں گمراہیوں کے درمیان ہدایت اور دونوں باطلوں کے درمیان حق کا راستہ ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یہی چیز ہے جس کو ہمارے دور کے مشرکین اعتقاد کا نام دیتے ہیں۔ اسی شرک کی مذمت اور مخالفت کیلئے قرآن مجید نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اسی پر جہاد کیا۔

پہلے دور کا شرک اور آج کل کا شرک

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے ہمارے دور کے شرک کے مقابلے میں پہلے دور کا شرک دو وجھوں میں ہلکا تھا

۔

(1) پہلے دور کے مشرکین ملائکہ، اولیاء اور بتوں کو صرف آرام وسکون کے وقت میں پکارتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے تھے لیکن شدید مصیبت میں وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ فَلَمَّا نَجّٰکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَکَانَ الْاِنْسَانُ کَفُوْرًا ٥

جب تم کو دریا میں مصیبت آتی ہے (ڈوبنے کا ڈر ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب بھول جاتے ہو صرف اللہ تعالیٰ ہی یاد رہ جاتا ہے۔ جب تمہیں نجات دیکر خشکی پر لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔ **(بنی اسرائیل:67)**

قُلْ اَرَءَ یْتَکُمْ اِنْ اَتَاکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَاللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ○ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَاتَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ○

(کفار کو) فرمایئے بھلا بتاؤ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے یا قیامت برپا ہو جائے تو کیا تم (اس حالت میں) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر سچے ہو (تو بتاؤ) بلکہ اس وقت تم اسی کو پکارتے ہو تو وہ تمہاری اسی مصیبت کو اگر چاہے تو دور فرما دیتا ہے اور تم ان کو بھول جاتے ہو جن کو شریک بناتے ہو۔ **(الانعام:60-61)**

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَارَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَاخَوَّلَہٗ نِعْمَۃً مِّنْہُ نَسِیَ مَکَانَ یَدْعُوْآ اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِکُفْرِکَ قَلِیْلًا اِنَّکَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو دل کی گہرائیوں سے پکارتا ہے پھر جب وہ اس کو اپنی طرف نعمت سے نوازتا ہے تو جس غرض کے لیے اس کو پکارتا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے تاکہ اسکی راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کرے فرما دیجئے! تو اپنے کفر سے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لے بلاشبہ تو دوزخیوں میں سے ہے۔ **(الزمر:8)**

ایک جگہ اس طرح ارشاد ہے:

وَاِذَا غَشِیَھُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ○

اور جب ان کو (دریا یا سمندر وغیرہ میں) لہریں سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کو خالص پکارتے ہیں۔ **(لقمان:32)**

جس شخص نے یہ مسئلہ جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تشریح فرمائی ہے سمجھ لیا تو اس کو موجودہ دور کے اور پہلے دور کے مشرکین کے درمیان واضح فرق نظر آجائے گا مگر ایسے لوگ ہیں کہاں جو سمجھ سکیں۔

2۔ مشرکین عرب بے بسی میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے

مسئلہ یہ ہے کہ جن مشرکوں سے رسول اللہ ﷺ نے جہاد فرمایا وہ آرام وسکون کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی پکارتے تھے۔ لیکن بیبسی اور شدید تکلیف میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اپنے سادات کو بھلا دیتے تھے۔

مشرکین عرب مقربین بارگاہ الٰہی کو پکارتے تھے

گزشتہ دور میں لوگ ایسی ہستیوں کو پکارتے تھے جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتیں مثلاً انبیاء واولیاء اور ملائکہ وغیرہ یا یا ایسے پتھروں اور درختوں سے التجائیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں نافرمان نہیں۔

ہمارے دور کے بعض مشرک فساق وفجار کو پکارتے ہیں

ہمارے زمانے کے کئی لوگ ایسوں کو پکارتے ہیں جو سب سے زیادہ فاسق وفاجر ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں کا فسق وفجو چوری وبدکاری اور بے نماز ہونا خود ہی بیان کرتے ہیں۔

جو کوئی ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جس کو وہ نیک اور صالح گمان کرتا ہو یا ایسی اشیاء کو پکارے جو گناہ وثواب کی مکلّف نہیں ہیں مثلاً درخت، پتھر اور لکڑی وغیرہ تو اسکا شرک اس شخص کے شرک سے کمتر ہے جو فاسق و فاجر لوگوں کو پکارتا ہے اور ان کا فسق وفجور اس کے علم میں ہے بلکہ وہ ان کے فاسق وفاجر ہونے کا گواہ بھی ہے۔

اب یہ بات پوری طرح ثابت ہوگئی کہ جن لوگوں سے رسول اکرم ﷺ نے جہاد کیا تھا وہ آج کل کے مشرکوں سے کم درجے کے شرک میں مبتلاء تھے اور ان سے زیادہ سمجھ دار تھے۔

ہمارے بیان کئے ہوئے دلائل پر وہ ایک اور اعتراض بھی وارد کرتے ہیں اور یہ ان کا سب سے بڑا شبہہ ہے۔

کیا ہر کلمہ گو موحد ہے؟

اعتراض: اعتراض یہ ہے کہ مشرکین قرآن مجید کے اولین مخاطب تھے وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے تھے قیامت کا انکار کرتے تھے قرآن مجید کی تکذیب کرتے تھے اور اس کو جادو کہتے تھے لیکن ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں ایک اللہ کا اقرار کرتے ہیں۔ سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول سمجھتے ہیں قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں اور نماز روزے کے پابند ہیں تو اب ہم ان کی طرح کیسے ہوئے

؟

دین کے ایک فرض کا انکار کفر ہے

جواب: اس کا جواب غور سے سنئے علماء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے کسی حکم کو مانے اور کسی کو نہ مانے تو وہ کافر ہے اور اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا اسی طرح اگر وہ قرآن مجید کے کچھ حصے پر ایمان لائے اور کچھ حصے پر ایمان نہ لائے مثلاً ایک شخص توحید کا اقرار تو کرے مگر نماز کی فرضیت کا انکار کرے یا توحید اور نماز کو تو مانے مگر زکوٰۃ فرض ہونے کا منکر ہو یا اسلام کے تمام احکام کو مانے مگر روزے کا منکر ہو یا دین کی سب باتوں کو مانے مگر حج کا منکر ہو یا دین کی ہر بات پر ایمان لائے لیکن قیامت کو نہ مانے تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے اس کا خون اور مال مباح ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا ۝

بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں وہ (اس طرح ایمان اور کفر کے درمیان) ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں وہ ہیں پکے کافر۔ **(النسآء:150-151)۔**

دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ لوگ حج کے لیے فوراً تیار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ۝ (آل عمران:97)

اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (فرض) یہ ہے کہ جو اس کے گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ جو کوئی کفر کرے (یہ حکم نہ مانے) تو اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں وضاحت فرمادی کہ جو شخص اس کے کچھ حصے سے کفر کرے تو وہ پکا کافر ہے تو یہ شبہہ بھی ختم ہوگیا اور یہی وہ شبہہ تھا جو بعض ''اہل احساء'' نے اپنے ایک خط میں ہمیں لکھا تھا۔

یہ جواب بھی ہوسکتا ہے کہ جب تم مانتے ہو کہ جو شخص پورے دین پر ایمان لے آئے مگر صرف نماز کا انکار کر دے تو وہ کافر ہے۔اس کا خون بہانے اور مال کو غنیمت بنانے پر اجماع ہے اسی طرح اگر وہ ہر بات پر ایمان لے آئے مگر قیامت کو نہ مانے یا رمضان المبارک کے روزوں کا منکر ہو اور باقی پورے دین کو مانے تو ایسے شخص کے کفر میں کسی کو انکار نہیں۔اور نہ ہی کسی کا اس میں اختلاف ہے قرآن مجید میں بھی یہی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو دین پیش فرمایا اس میں سب سے بڑا فرض توحید ہے جو نماز، روزہ، اور حج وغیرہ سب احکام سے زیادہ بڑا فرض ہے جو شخص ان میں سے کسی کا انکار کرے تو کافر قرار پائے، اگر چہ رسول اللہ ﷺ کے باقی دین پر عمل پیرا بھی ہو۔اب سوچئے اگر وہ توحید کا انکار کرے جو تمام رسولوں کا دین ہے تو کیوں کافر نہ ہوگا؟ پھر بھی اس کو مسلمان کہنا سبحان اللہ! کیسی عجیب منطق ہے۔

بنو حنیفہ سے جنگ کی وجہ؟

یوں بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھو جنھوں نے قبیلہ حنیفہ سے جنگ کی حالانکہ قبیلہ بنو حنیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا وہ گواہی دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ اذانیں دیتے اور نماز پڑھتے تھے۔ان کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ لوگ مسلیمہ کذاب کو نبی ماننے لگے تھے اس لیے صحابہ کرام نے اس سے جنگ کی۔ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب کوئی کسی کو رسول اللہ ﷺ کے ہم مرتبہ کر دے وہ کافر ہو جائے گا اس کا خون بہانا اور مال چھیننا مباح ہو جائے گا۔اس کو کلمہ شہادت اور نماز روزہ کوئی فائدہ نہیں دے گا تو اب اس شخص کا حال کیا ہوگا؟ جو شمسان، یوسف یا کسی صحابی یا نبی کو خالق کائنات کے مرتبہ تک پہنچا دے سبحان اللہ ما اعظم شانہٗ۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ بے علم لوگوں کے دلوں پر اسی طرح مہر کر دیتا ہے۔**(الروم:59)**

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مشرکوں کو آگ میں جلا ڈالنا

ایک اور جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا تھا وہ تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور اسلام کے مدعی تھے۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے علم سیکھا تھا لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا وہی اعتقاد تھا جو آج کل لوگ یوسف اور شمسان وغیرہ کے بارے میں رکھتے ہیں (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ رب ہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو دیکھئے انہوں نے کس طرح ان کے کفر اور قتل پر اتفاق کیا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مسلمانوں کو کافر کہتے تھے؟ اور کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تاج وغیرہ کے بارے میں اس طرح کا اعتقاد کوئی نقصان نہیں دیتا لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنے والا کافر بن جاتا ہے؟

مصر اور مغرب پر بنوعبید کا تسلط

ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بنوعبید القداح جو عباس دور حکومت میں مصر اور مغرب پر مسلط ہو گئے تھے وہ سب کے سب کلمہ توحید لاَ اِلٰـــہ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے تھے اسلام کے دعوے دار تھے نماز جمعہ اور دیگر نمازیں با جماعت ادا کرتے تھے لیکن انہوں نے جب بعض مسائل میں شریعت کی مخالفت کی جو زیر بحث مسئلہ سے بہت کم اہمیت رکھتے تھے تو علماء نے ان کے کفر اور ان سے جنگ کے بارے میں متفقہ رائے دی اور ان کے شہروں کو دار الحرب قرار دیا چنانچہ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ان کے زیرِ تصرف سب شہر آزاد کرا لیے۔

ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے لوگوں کو کافر کہنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے شرک اور تکذیب رسول اللہ ﷺ اور تکذیب قرآن مجید اور انکار قیامت کو اکٹھا کر لیا تھا۔

مرتد کا حکم

نیز بتائے ان ابواب کا کیا مطلب ہوگا جو مذاہب اربعہ کے علماء کرام نے اپنی کتابوں میں باندھے ہیں کہ ”باب حکم المرتد“ مرتد شخص وہ ہوتا ہے جو اسلام لا کر کفر کی راہ اختیار کر لے پھر ارتداد کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں۔ ان میں سے ہر قسم سے انسان مرتد ہو جاتا ہے اس کا خون بہانا اور مال لینا حلال ہو جاتا ہے یہاں تک کہ علماء کرام نے وہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بیان کر دی ہیں جن کے ارتکاب سے انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص ہنسی مذاق میں کلمہ کفر زبان سے ادا کرے چاہے دل میں اس پر ایمان نہ ہو تو بھی وہ مرتد ہو جاتا ہے۔

ایک ہی کلمہ کفر سے کافر بن جانا

ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ:

يَحْلِفُونَ بِاللهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ o

(التوبہ:74).

وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کلمہ کفر کہا ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوگئے ہیں۔

دیکھا! اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ہی کلمہ کفر کی بناء پر کافر کہہ دیا ہے حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بابرکت دور میں تھے اور آپ کی معیت میں جہاد بھی کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتے تھے زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے اور توحید کو مانتے تھے انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ اَبِاللهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَ o لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ o

(التوبہ:65-66).

پوچھیئے! کیا تم اللہ تعالیٰ اس کی آئتوں اور رسولوں کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔ معذرتیں مت پیش کرو تم ایمان کے بعد کفر کے مرتکب ہوچکے ہو۔

یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمادی ہے کہ وہ ایمان کے بعد کافر ہوگئے تھے حالانکہ وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، انہوں نے ایک کفر کی بات کہی جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں ہم نے یہ مذاق میں کہی تھی۔

اب ان کے اس شبہ پر غور فرمائیں کہ تم ان لوگوں کو کافر کہتے ہو جو **لَا اِلٰـــہ اِلَّا اللهُ** پڑھتے تھے نمازیں ادا کرتے روزے رکھتے تھے اس جواب پر غور کیجئے بڑا قیمتی جواب ہے۔

بنی اسرائیل کا واقعہ

ہمارے ذکر کردہ دلائل کی مزید وضاحت کے لیے بنی اسرائیل کا وہ واقعہ بھی دلیل ہے جو قرآن مجید میں

مذکور ہے وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کچھ افراد نے مسلمان، عالم اور نیک ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

اِجۡعَلۡ لَّـنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ‌O (الاعراف:138)

ہمیں بھی ایک ایسا ہی معبود بنا دیں جس طرح لوگوں نے معبود بنا رکھے ہیں۔

الٹا مشرکین ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے جن افراد نے:

اِجۡعَلۡ لَّـنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةً

کہا تھا وہ کافر تو نہیں ہو گئے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا واقعہ

اور جن صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے ذات انواط درخت کا مطالبہ کیا تھا وہ کافر نہیں ہو گئے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے کسی غیر اللہ کو الٰہ نہیں بنایا اور نہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے جنھوں نے ذات انواط کا مطالبہ کیا تھا اپنے لیے کوئی ذات انواط مقرر کیا تھا۔ علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ بنی اسرائیل کسی غیر اللہ کو الٰہ بنا لیتے تو یقیناً کافر ہو جاتے اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے منع فرمانے کے باوجود کسی درخت کو ذات انواط مقرر کر لیتے تو وہ بھی کافر ہو جاتے یہی ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

دونوں واقعات کے فوائد

(1) بعض اوقات ایک مسلمان بلکہ عالم بھی شرک کی کسی قسم میں غیر شعوری طور پر مبتلا ہو سکتا ہے۔

(2) علم کی اور غلط عقائد و اعمال سے بچاؤ کی فکر اور جستجو ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیے۔

(3) توحید و شرک کا جس کو علم نہ ہو وہ کہے کہ میں نے مسئلہ توحید سمجھ لیا ہے تو یہ اس کی پہلے درجے کی جہالت ہے اور شیطان کا سب سے بڑا دھوکہ ہے۔

(4) اگر مسلمان مجتہد لاعلمی میں کلمہ کفر کہہ بیٹھے اور متنبہ ہو کر فوراً توبہ کر لے تو اس سے وہ کافر نہیں ہو جاتا جس طرح کہ بنی اسرائیل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا۔

(5) اگرچہ ایسا شخص کافر نہیں ہو جاتا مگر اس کو سخت الفاظ میں تنبیہ ضرور کرنی چاہئے جیسا کہ رسول

اللہ ﷺ نے کی تھی۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا کلمہ گو کو قتل کرنا

شبہ: مشرکین کی طرف سے ایک شبہہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے اظہار ناراضگی فرمایا کیونکہ اس نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے لاَ اِلٰــــہ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا تھا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا:

اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَاقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کیا تو نے لا الہٰ الا اللہ پڑھ لینے کے بعد اس کو قتل کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْ لا اِلٰهَ اِلّاَ اللّٰه

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہٰ الا اللہ پڑھ لیں۔

اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ لا الــہٰ الا اللہ پڑھنے والے سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔

کلمہ گو اور شرک

جواب: ان احادیث مذکورہ سے جاہل لوگ یہ مطلب نکالتے ہیں کہ جو شخص لا الٰہ لا اللہ پڑھ لے وہ جو چاہے کرتا پھرے نہ اس کو کافر کہا جائے نہ قتل کیا جائے؟ حالانکہ علم والے لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے جنگ کی انہیں قید کیا حالانکہ وہ لاَ اِلٰــہ اِلَّا اللّٰہُ کہتے تھے نیز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بنو حنیفہ سے جنگ کی حالانکہ وہ کلمہ لاَ اِلٰه اِلَّا اللّٰہ کی شہادت دیتے تھے۔

نمازیں پڑھتے تھے اور اسلام کے دعوے دار تھے۔ وہ لوگ بھی اپنے زعم میں مسلمان تھے جن کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا تھا لطف کی بات یہ ہے کہ یہ جاہل اس بات کو مانتے ہیں کہ جو کوئی قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے اس کو قتل کیا جائے اگر چہ وہ لاَ اِلٰــہ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہو اور جو شخص ارکان اسلام میں سے کسی ایک رکن کو بھی انکار کر دے وہ کافر ہے اس کو قتل کیا جائے چاہے وہ کلمہ پڑھتا ہو۔

یہ کیسی بات ہے؟ کہ جو شخص کسی فروعی مسئلہ کا انکار کردے اس کو تو کلمہ گو ہونا کوئی فائدہ نہ دے مگر توحید کا انکار کردے جو تمام انبیاء علیہم السلام کے دین کی اصل ہے اس کو کلمہ پورا پورا فائدہ دے (مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ) (تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسا فیصلہ کرتے ہو) اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نے دراصل ان احادیث کا معنی ومفہوم سمجھا ہی نہیں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے اسلام کا دعویٰ کیا تھا

اس قتل کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ کلمہ پڑھنے والا مال وجان کے ڈر سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی اسلام کا اظہار کرے تو اس سے ہاتھ روک لینا واجب ہے (مگر یہ اُس وقت تک ہے) جب تک کہ اس سے خلاف اسلام کوئی کام سرزد نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا o

اے ایمان والو! جب تم راہ الٰہی میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو۔ **(النسآء:94)**

یہ آیت اس بات پر دلالت کناں ہے کہ جب کوئی شخص کلمہ طیبہ پڑھ لے تو اس سے ہاتھ روک لینا اور تحقیق کرنا واجب ہے تحقیق کے بعد اس سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جو اسلام کے خلاف ہو تو پھر اس کو قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ تحقیق کر لیا کرو۔ اگر ہر کلمہ گو کو قتل کرنا حرام ہوتا تو تحقیق کر لینے کا پھر کوئی فائدہ ہی نہیں[1]

اسی طرح دوسری احادیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اسلام اور توحید کا اعلان کرے اس سے ہاتھ روک لینا واجب ہے جب تک اس سے کوئی خلافِ اسلام بات سرزد نہ ہو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَاقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟

کیا تو نے اس کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا ہے۔

ایک دوسرے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ پڑھ لیں۔

کلمہ گو خوارج کا قتل

خوارج کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَیْنَمَا لَقِیْتُمُوْ ھُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ لَسِئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَا قْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ

1۔ کجا یہ کہ جو گروہ کھلم کھلا اپنے مشرکانہ عقائد کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور برملا شرکیہ افعال کرتے نظر آتے ہیں یعنی جن کا شرک اتنا واضح ہے کہ تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں، کیا ان کو کافر سمجھنے اور کہنے میں سستی کی جائے؟ ناشر۔

جہاں پاؤ ان کو قتل کر دو اگر میں نے ان کو پالیا تو قوم عاد کی طرح ان کا قتل عام کروں گا۔

حالانکہ خارجی لوگ بظاہر بے حد عبادت گزار اور ہر وقت تکبیر و تہلیل کرتے رہتے تھے یہاں تک بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے آپ کو ان کے مقابلے میں حقیر خیال کرنے لگے تھے لطف یہ ہے کہ ان خارجیوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہی علم دین حاصل کیا تھا۔ لاَ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے، کثرتِ عبادت اور دعوٰے اسلام نے ان کو کوئی فائدہ نہ دیا وجہ یہ تھی کہ انہوں نے شرع شریف کی خلاف ورزی کی تھی ۔رسول اللہ ﷺ کے یہودیوں سے جنگ کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قبیلہ بنو حنیفہ سے جنگ کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کے انکار پر جنگ کا ارادہ

قبیلہ بنو المصطلق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بن المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگ کا ارادہ فرمایا مگر یہ اطلاع غلط نکلی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی:

یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ٥ (الحجرات:6)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم ایسا کام کر بیٹھو جس پر بعد میں پچھتانا پڑے۔

یہ آیات و احادیث ہماری بات کے واضح دلائل ہیں اس سے مشرکین کی بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔

اعتراض: اہل شرک و بدعت کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے

دن کچھ لوگ باری باری سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے پاس فریاد لے کر جائیں گے۔لیکن ہر نبی کوئی نہ کوئی عذر پیش کرے گا بالآخر بات مجھ تک پہنچے گی۔اس واقعہ سے شرک پسند لوگوں کا استدلال اس طرح ہے کہ غیر اللہ سے فریاد اور استغاثہ شرک نہیں ہے۔

مخلوق سے ایسی چیز کی فریاد یا استغاثہ جو اس کے اختیار میں نہ ہو

جواب: اللہ تعالیٰ پاک ہے جس نے اپنے دشمنوں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔جو بات مخلوق کے اختیار میں ہے اس سے استغاثہ کرنے کا ہم انکار نہیں کرتے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۝

جو شخص اس (موسیٰ) کی قوم سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی تھی۔(القصص:15)

دوران جنگ جب انسان اپنے ساتھیوں سے ایسی مدد طلب کرتا ہے جس پر وہ قادر ہیں تو وہ بھی درست ہے۔ہم استغاثے کے منکر ہیں جو اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر عبادت کے طور پر کیا جاتا ہے یا ان کو غائبانہ ایسے کاموں کے لیے پکارا جاتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور کسی مخلوق کو ان پر قدرت نہیں۔

یہ بات ثابت ہو جانے کے بعد سمجھ لینا چاہئے کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہ السلام سے جو استغاثہ ہوگا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وہ دعاء کریں کہ لوگوں کا حساب جلدی ہو جائے تاکہ اہل جنت میدان حشر کی سختی سے نجات پائیں اس طرح کا استغاثہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ جائز ہے آپ کسی زندہ نیک آدمی کے پاس جائیں وہ تمہارے پاس بیٹھے اور تمہاری گفتگو بھی سنے تم اس سے اپنے لیے دعاء کی درخواست کرو تو یہ جائز ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ ﷺ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر جا کر کسی صحابی نے آپ ﷺ سے دعاء کی درخواست نہیں کی بلکہ سلف صالحین نے قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر آپ ﷺ سے کرانا تو درکنار وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے سے بھی منع فرما دیا ہے۔

سیدنا جبریل علیہ السلام کی پیش کش

اعتراض: سیدنا جبریل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا تھا کہ اس وقت کوئی حاجت وضرورت ہو تو فرمائیے؟

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا مجھے تجھ سے کوئی حاجت نہیں ہے۔

شرک پسند حضرات کا استدلال یہ ہے کہ اگر جبریل علیہ السلام سے استغاثہ شرک ہوتا تو وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پیش کش نہ کرتے۔

جواب: یہ اعتراض بھی پہلے اعتراض جیسا ہی ہے اس واقعہ میں سیدنا جبریل علیہ السلام نے جو پیش کش کی تھی وہ اس پر قادر تھے۔ یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فائدہ پہنچانے پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا جبریل علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا ہے:

شَدِيْدُ الْقُوٰى (النجم:5)

وہ بہت طاقتور ہے۔

اگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا جبریل علیہ السلام سے مدد چاہتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی آگ کو اور اس کے اردگرد کی زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر مشرق میں یا مغرب میں ضرور پھینک دیتے۔

اگر سیدنا جبریل علیہ السلام کو یہ حکم ہوتا کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لے آئیں تو وہ یہ بھی کر سکتے تھے (اللہ تعالیٰ نے یہ قوت دی تھی)۔

اس کو اس مثال سے سمجھئے کہ ایک دولت مند شخص کسی محتاج کو دیکھے اور اس کو قرض کی یا اس کو کچھ اور دینے کی پیش کش کرے جس سے وہ اپنی حاجت پوری کر لے لیکن اگر ضرورت مند آدمی قرض لینے یا کوئی اور چیز لینے سے انکار کر دے اور صبر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جناب سے رزق سے نواز دے تو اس طرح وہ کسی مخلوق کا احسان مند نہ ہوگا۔

یہ بات کہاں اور عبادت کے طور پر استغاثہ اور شرک کہاں کاش یہ لوگ سمجھیں؟

یہ مسئلہ گزشتہ بیان سے اگرچہ سمجھ میں آ سکتا ہے لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم آخر میں اس کو علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

توحید کا تعلق

عرض یہ ہے کہ توحید کا تعلق تین باتوں سے ہے دل سے ایمان زبان سے اقرار اور باقی اعضاء کے ساتھ اس کے مطابق عمل اگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک میں بھی خرابی ہو تو ایسا شخص مسلمان نہیں رہتا اگر کوئی شخص توحید کو جانتا ہے لیکن اس کے مطابق اس کا عمل نہیں تو ضدی اور کافر ہے مثلاً فرعون اور ابلیس وغیرہ مسئلہ توحید میں اکثر دھوکا کھا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ توحید حق ہے ہمیں اس کا علم ہے اور ہم اس کے حق میں ہونے کی گواہی دیتے ہیں لیکن اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے اور پھر ہمارے علاقے کے لوگ ایسے ہیں جن کے ساتھ موافقت کئے بغیر چارہ نہیں (اور حالات کا تقاضا اسی طرح کا ہے کیا کریں) اس طرح کے کئی اور عذر لنگ تراشتے ہیں۔

توحید کے قبول نہ کرنے کے عذر لنگ

یہ مسکین نہیں جانتا کہ کفر کے سرداروں کی بہت بڑی اکثریت بھی حق کو پہچانتی تھی مگر کئی قسم کے بہانوں کے ذریعے ہی انہوں نے حق کو چھوڑ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِشْتَرَوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۝ (التوبہ:9)

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بدلے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کیا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ ۝ (البقرة:146)

وہ (اس نبی آخر الزمان) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

جو شخص بظاہر توحید پر عمل کرتا ہے لیکن اسکے مفہوم و مطلب سے نا آشنا ہے یا دل سے اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ منافق ہے جو خالص کافر سے بھی بدتر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۝ (النسآء:145)

کچھ شبہ نہیں کہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

یہ مسئلہ طویل ہے لوگوں کی باتوں پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کئی افراد ایسے ہوتے ہیں جو حق کو جانتے پہچانتے ہوتے ہیں لیکن وہ دنیا کے نقصان کے ڈر سے یا منصب کی حفاظت کے لیے یا لوگوں کی طرف سے خاطر مدارات اور تواضع میں کمی کے ڈر سے اس پر عمل نہیں کرتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو بظاہر توحید پر عمل تو کرتے ہیں مگر دل سے نہیں کیونکہ وہ دل میں توحید کا علم رکھتے ہی نہیں۔

ایک کلمے کی وجہ سے کافر

1. لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ (التوبہ:66)

معذرتیں پیش نہ کرو تم ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہو چکے ہو۔

جب یہ ثابت ہو گیا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہو کر رومیوں سے جنگ کی تھی وہ صرف ایک کلمے کی وجہ سے کافر ہو گئے جو انہوں نے (بقول ان کے) ہنسی مذاق میں کہا تھا یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص کسی کی چاپلوسی کی خاطر یا اپنے منصب کی خاطر یا اس پر عمل کرے تو ہنسی مذاق میں کفریہ کلمہ کہنے والے کی نسبت بہت بڑا گہنگار ہے۔

2. مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ بِالۡاِيۡمَانِ (النحل:106)

جو شخص ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس کے جس کو زبردستی مجبور کر دیا جائے (کہ کفر کا کلمہ کہے) جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف اس شخص کا عذر تسلیم کیا ہے جو کفریہ کلمہ کہنے پر زبردستی مجبور کر دیا گیا ہو۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کا دل مطمئن ہو اس کے سوا کسی کا عذر قبول نہیں کیا گیا اب جو کوئی ڈر کی وجہ سے یا چاپلوسی کے لیے یا اپنے وطن، اہل وعیال، مال ومتاع کی محبت میں آ کر یا ہنسی مذاق میں یا کسی اور غرض سے کلمہ کفر کہہ دے وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ نے زبردستی اور جبر کئے گئے شخص کو صرف رخصت دی ہے۔

1. اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ (النحل:106)

جو مجبور کیا جائے (کفر پر)۔

اس جملہ میں صرف مجبور شخص کا استثناء ہے اور ظاہر مجبوری کا تعلق صرف زبان اور عمل سے ہے رہا دل تو اس پر کسی کا جبر نہیں ہو سکتا (اس لیے دل میں کلمہ کفر سے نفرت اور کلمہ توحید پر ایمان واطمینان واجب ہے)۔

2. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ

اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی سے محبت کی۔ (النحل:107)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی ہے کہ ان کا کفر یا ان پر عذاب کا باعث اعتقاد کی خرابی، یا جہالت یا دین سے بغض وعداوت یا کفر سے محبت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ اس سے بڑا سبب دنیاوی مزوں میں پڑنا تھا یہی

وجہ ہے کہ انہوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دی۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین.

http://www.muwhideen.tk